مغربی نظام تعلیم کا ایک پہلو

از حافظ محمد اقبال رنگونی (مانچسٹر)

اس وقت برطانیہ کی سر زمین انتخابات کے مرحلہ سے گزر چکی ہے الیکشن مہم کے دوران ہرپارٹی اس جدوجہد میں مصروف رہی ہے کہ اقتدار اسکا مقدر بن جائے۔ اسی کے حصول کیلئے ہر پارٹی نے مختلف موضوعات کا سہارا لیکر برطانیہ میں مقیم باشندوں کو یہ تاثر دینے کی زحمت اٹھائی ہے کہ برطانیہ کے عوام کی مشکلات کا حل صرف اور صرف اسی کے پاس ہے۔ اہم موضوعات میں اقتصادی امور ۔ بے روز گاری کا خاتمہ اور مسئلہ تعلیم رہا ہے۔ اور ہرپارٹی نے اپنے دستور و منشور میں مسئلہ تعلیم کو بھی بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ بلکہ تعلیمی معیار کو بہتر اور موثر بنانے کیلئے ٹیکس میں اضافہ بھی کیا اور کئی کروڑ پونڈ صرف کرنے کی نوید سنا دی ہے۔ ان حضرات کا اعلان عام ہے کہ اس وقت برطانوی نوجوانوں کی بے راہ روی۔ غنڈہ گردی۔ بدمعاشی اور غیر اخلاقی حرکات کی واحد وجہ تعلیم کا فقدان ہے۔ اگر انھیں صحیح تعلیم دی جائے اور اسے بہتر بنانے کیلئے مزید کئی کروڑ خرچ کر دیئے جائیں تو نوجوانوں کے یہ بڑھتے ہوئے مسائل اور ان کی غنڈہ گردی پر قابو پالیا جائے گا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کسی انسان کی زندگی میں انقلاب برپا کرنے میں تعلیم کا بہت بڑا ہاتھ ہوا کرتا ہے علم سے کورا جہالت کی دلدل میں گرتا چلا جاتا ہے اور جہالت کا شکار انسانیت کی حدود سے نکل کر حیوانیت کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ علم سے روشنی ملتی ہے اور جہالت اندھیروں میں بھٹکنے کا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے بھی علم حاصل کرنے کی ترغیب و تاکید فرمائی اسکی اہمیت و فضیلت بتلائی ۔ اسکے حدود و آداب سے واقف کیا تاکہ انسان جہالت کی ظلمتوں ۔ کفرو شرک کی تاریکیوں اور بدعات و خرافات کی دلدلوں سے نکل کر ایک پاک صاف زندگی گزارے' کائنات میں غور و فکر کرتے ہوئے خالق حقیقی کی معرفت حاصل کر لے ۔ اور دین دنیا میں سر خروئی نصیب ہو جائے۔

ہاں جس علم کے ساتھ خالق حقیقی کی معرفت حاصل نہ ہوسکے حق و باطل میں تمیز نہ کر سکے۔ سچ اور جھوٹ میں فرق نہ کر سکے۔ شرم و بے شرمی میں پہچان نہ ہوسکے۔ آداب انسانیت سے بہرہ ور نہ ہو جائے۔ اسے علم نہیں بلکہ جہالت ہی کہا جائے گا خواہ اس نے دنیا کی کسی بھی بڑی سے بڑی یونیورسٹیوں اور اعلیٰ ترین کالجوں کی سندیں ہی کیوں نہ حاصل کر لی ہوں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے بقول

علمے کہ رہ حق ننماید جہالت است۔

اس تفصیل کی روشنی میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت برطانوی مفکروں کے ذہنوں میں تعلیم کا جو خاکہ ہے وہ حد درجہ ناقص اور غیر معیاری ہے۔ اور اسے برطانوی مفکرین بھی تسلیم کر رہے ہیں۔ اس لئے اسی نظام تعلیم کو محض دولت کے بل بوتے پر چلانے کے بجائے مناسب ہوگا کہ پہلے اس گندے نالے کا کھوج لگائیں جہاں سے فحاشی' عریانی' بد اخلاقی بدمعاشی اور غنڈہ گردی اچھل رہی ہے۔ اور برطانوی نوجوانوں کے اخلاق و کردار کو بہا کر لے جا رہی ہے۔ محض دولت لگانے کی یہ کوشش یقیناً" بے سود ہوگی اور مزید خرابیوں کو جنم دینے کا باعث بنے گی۔ کیونکہ گندگی اپنی جگہ موجود ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اس وقت برطانوی سکولوں کالجوں میں تعلیم کے نام پر جو خرافات سکھائی جا رہی ہیں کیا اس کا نام علم اور تعلیم ہے؟ ایڈز اور دیگر امراض خبیثہ کے علاج کے بہانے جنس اور جنسیات کے موضوع کو سرفہرست رکھنا اور بالکل نوجوان بچوں کو جنسی تعلیم سے روشناس کرانا اسکے عملی نقشے مہیا کرنا آخر تعلیم کی کونسی قسم ہے؟۔ جس سے آپ یہ امید رکھیں کہ برطانوی نوجوان بے راہ روی ترک کر دے گا' غنڈہ گردی اور فحش حرکات سے باز آجائے گا۔ اخلاق و شرافت کی چادر پہن لے گا۔؟ "برطانوی اخبارات اور دیگر ذرائع سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب اور جہاں اس قسم کی تعلیم سامنے آئی خرابیوں میں اضافہ ہوا۔ غنڈہ گردی بڑھی' ناجائز بچوں اور کنواری ماؤں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ ایک خبر پیش نظر رکھیں۔ برطانوی حکومت نے کہا ہے کہ ۱۶ سال سے کم عمر کی لڑکیاں اب زیادہ تعداد میں برتھ کنٹرول کلینک سے مانع حمل کے سلسلے میں مدد حاصل کر رہی ہیں گذشتہ برس ۱۶ برس سے کم عمر کی اٹھارہ ہزار ایک سو لڑکیاں ایسے کلینک میں گئی ہیں جبکہ ۱۹۸۰ء میں یہ تعداد ۱۲ ہزار ۱۰۰ تھی فیملی ایسوسی ایشن نے محکمہ صحت کے ان اعداد کا خیر مقدم کیا ہے انھوں نے کہا کہ برطانیہ میں نصف لڑکیاں ۱۶ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی مباشرت کرلیتی ہیں ان میں مانع حمل کی اشیاء استعمال کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے جو کہ انتہائی پسندیدہ بات ہے۔ (جنگ ۱۶ فروری ۱۹۹۳ء)

ذرا غور سے اس خبر کے آخری حصے کو ملاحظہ فرمایئے۔ ۱۶ سال کی وہ بچی جو ابھی اسکول چھوڑ کر آئی ہے شرم و حیاء اخلاق اور عفت و عصمت کا سودا کر چکی ہے۔ اور اس تعداد میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ اور مانع حمل اشیاء کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے۔ جو ان مفکروں کے نزدیک انتہائی پسندیدہ بات ہے۔ یعنی بے حیائی و بے شرمی کی بھرپور حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ اور مانع حمل اشیاء کے استعمال کو پسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ برطانوی تعلیم کا

بقیہ: صفحہ ۹۳ پر